

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کا علمی و جی سے تفقہ و روایت اور اسی کے تناظر میں ان کا علمی مقام

Academic position of Umm-e-Salma in the context of knowledge of revelation and Fiqah tradition

Inayat ur Rahman

PhD Scholar Department of Islamic Thought and Civilization School of Social Sciences and Humanities (SSH) UMT Lahore

Email: inayatbary@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0009-0000-0187-850X>

Muhammad Ibrahim

Assistant Professor Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar.

Email: ibrahimkp044@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0009-0008-2175-406X>

Iftikhar Ahmad

PhD Scholar Department Islamic Studies University of Malakand

Email: iftikharkhawar455@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0009-0008-2175-406X>

Abstract:

The best creatures on earth are the friends and companions of Prophet (pbuh). Among these best personalities, some rose to a high level who not only had knowledge of revelation but also served in the field of Fiqah tradition. Mothers of believers have many virtues. They had spent days and nights in the company of the master and teacher for knowledge of revelation. Their houses were spot of revelation, their beds were the resting place of Prophet (pbuh), their houses witnessed the arrival of Jibrael (a.s) with the message of peace and security, with them Prophet dined in the same pot. In this way, they learnt from Prophet (pbuh) through his words, actions, and commands. Every companion of Prophet (pbuh) tries to convey his traditions. But the mothers of believers had not entirely met the duty of delivering the teachings of Fiqah the way companions of Prophet Muhammad saw had done. But where these companions had no hint of knowledge about Fiqah or they failed to deliver under certain circumstances, mothers of believers performed their duty to fill the gap in Fiqah. It is because houses of these mothers were the spot of revelation. Hazard Umm-e- Salma even eye witnessed the arrival of Jibrael a.s. To fill these references, those corners of Fiqh that were hidden from Prophet's companion mothers of believers fill these corners of Fiqah with their knowledge. The special routine of Prophet Period was to guide

people, to transfer the tradition of Hdith, to decide religious affairs in the light of Fiqah, to deliver religious decree, inference, extraction, induction and Ijtihad of certain problems were included. Allah had also specified this period for such purposes. The reflection of this entire period can be found in the Fiqah and Islamic traditions of Hazrat Umm- e- salma rz.

Keywords:

Period of Prophet (PBUH), Knowledge of Revelation, Mothers of Believers, Umm-E-Salma, Tradition, Fiqah

روئے زمین پر بہترین مخلوق صحابہ کرام اور صحابیات ہیں۔ پھر ان بہترین شخصیات میں سے وہ اعلیٰ درجہ پا گئے ہیں جو علم وحی کے ساتھ ساتھ تفقہ و روایت کے میدان میں اپنی خدمات پیش کر سکیں۔ امہات المؤمنین کی فضائل بہت ہیں۔ انہوں نے علم وحی کے استاد اور معلم کے ساتھ دن رات بسر کیے ہیں، جن کے گھروں میں وحی ربانی اترتی رہی، جن کے بستروں پر محمد عربی ﷺ نے استراحت فرمائی، جن گھروں میں جبرائیل سلامتی اور امن کا پیغام لے کر آتے رہے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک برتن میں کھایا۔ یوں نبی کریم ﷺ سے بالفعل، بالقول اور بالحکم دیکھا، سیکھا اور عمل کیا۔

ہر صحابی رسول ﷺ نے روایت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تفقہ کی صلاحیت استعمال کرنے میں امہات المؤمنین نے اس قدر سعی میدان میں خدمات انجام نہیں دی جس قدر صحابہ کرام دیتے رہے لیکن بعض ان مور میں جن میں صحابہ کرام تفقہ نہ حاصل کر سکے یا ان سے وہ خدمت انجام نہ رہ گئی ہو، ایسے میں امہات المؤمنین نے لوگوں کی راہنمائی کی۔ چونکہ امہات المؤمنین کے گھروں میں وحی اترتی رہی اور ام سلمہ نے تو حضرت جبرائیل کو بھی دیکھا تھا۔ اس حوالے سے جو گوشے صحابہ سے مخفی رہے، امہات المؤمنین نے ان گوشوں کو واضح کیے۔

لوگوں کی راہنمائی، احادیث کی روایت، دینی امور میں تفقہ حاصل کرنا، فتویٰ دینا اور مسائل کا استنباط، استخراج، استقراء واجتہاد ورنہ نبوی کا خاص معمول تھا اور یہ دور اللہ تعالیٰ نے مختص بھی انہیں حوالوں سے کیا تھا۔ اس پورے دور کی ایک جھلک ام سلمہ کی روایات اور تفقہ سے سامنے آتا ہے۔

امہات المؤمنین

قرآن کریم نے ازواج مطہرات کو جو سب سے بڑا رتبہ اور اعزاز بخشا ہے وہ ان کے امہات المؤمنین (اہل ایمان لوگوں کے مائیں) ہونے کا اعزاز اور شرف ہے۔¹ ازواج مطہرات کا امت کے ساتھ فطری رشتہ قرار پاتا ہے۔ اس لیے ازواج مطہرات کو نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور کے ساتھ نکاح کرنے سے روکا گیا ہے² ازواج مطہرات کو

امت کا مائیں قرار دینے کا ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ امت کے لوگ ان سے اسی طرح تعلیمی طور پر استفادہ کر سکیں جس طرح انسان اپنی حقیقی ماں سے استفادہ کرتا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ام المؤمنین حضرت عائشہ کی خدمت میں آیا اور کچھ پوچھنا چاہا مگر فطری حجاب کے باعث ہمت نہ کر سکا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: تم مجھ سے ہو وہ بات پوچھ سکتے ہو جو اپنی حقیقی ماں سے پوچھ سکتے ہو۔³

علاوہ ازیں اس کا دوسرا مقصد ان معزز و محترم خواتین کے لیے امت کو ایسا ادب و احترام سکھانا ہے، جیسا انسان اپنا حقیقی ماں کا ادب و احترام کرتا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی حقیقی ماں کے بارے میں کوئی نازیبا بات سننا گوارا کرتا ہے نہ اس بارے میں لب کشائی پسند کرتا ہے۔ قرآن کریم کا مقصد اس سے امت کو ان معزز خواتین کے بارے میں ایسے ہی رویے کی تلقین کرتا ہے۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقین نے جھوٹا الزام لگایا، تو قرآن کریم میں سولہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں ام المؤمنین کی پاک دامنی کو ہر شک و شبہ سے بالاتر قرار دیتے ان کے بارے میں لب کشائی پر شدید ترین رد عمل کا اظہار کیا گیا۔ یہاں تک فرمایا:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾⁴

”اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔“

اس سے ان مقدس خواتین کی عظمت و منقبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے ان جگہوں کو بھی متبرک قرار دیتے ہوئے ان کی قسمیں کھائی ہیں جہاں آپ ﷺ نے اپنی ذاتی اور خانگی زندگی کے چند سال بسر فرمائے تھے۔⁵ اور یہ خواتین تو وہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دن رات بسر کیے ہیں، جن کے گھروں میں وحی ربانی اترتی رہی، جن کے بستروں پر محمد عربی ﷺ نے استراحت فرمائی، جن گھروں میں جبرائیل سلامتی اور امن کا پیغام لے کر آتے رہے اور جو سید المرسلین ﷺ کی دنیا میں رفیق رہیں اور آخرت میں بھی رہیں گے اور جن کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک برتن میں کھایا، ایک بستر میں آرام فرمایا، جن کے ہاتھوں نے محمد عربی ﷺ کے جسم کو مس کیا اور جن کے تعریف اور منقبت کی گواہی آسمان سے اتری ہے وہ انسانوں کے گواہی کے محتاج نہیں ہے۔ ان

خواتین کی عظمت و بزرگی کو سمجھنے کے لیے اس ارشادات ربانی کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو آسمان سے ان کے پاکیزگی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔⁶

ازواج مطہرات کی عظمت و منقبت کا سب سے پہلا نکتہ یہ ہے کہ ان خواتین کو محمد عربی ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا موقع ملا۔ قرآن کریم نے ان مقدس خواتین کو ایک منفرد اعزاز عطا کیا وہ یہ کہ تم عام مسلمان عورتوں کے طرح نہیں ہو کیوں کہ تم پیغمبر کی بیویاں ہو، لہذا تم اس کا خیال رکھو، قرآن نے ان عورتوں کو یہ اعزاز بخشا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾⁷

”اے نبیؐ کی بیویو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔“

دوسری اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ علم و وحی کا زمانہ گزارا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اعمال، افعال، احادیث، واقعات، حادثات اور عام معمول کی زندگی میں بھی بہت کچھ سیکھا۔ عمومی طور پر امہات المؤمنین کے پاس اتنا علم تھا کہ اس سے کسی بھی مومن کی زندگی بہتر گزر سکتی ہو۔ ایمانیات، اخلاقیات، معاملات، مناکحات اور زندگی کے دیگر مسائل کو بہتر سمجھنے کے لیے ان کے پاس اعلیٰ علمی ذخیرہ موجود تھا۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ ام سلمہ سمیت دیگر تمام امہات المؤمنین نے علم کو پھیلا یا۔ سائل کے سوالات کے جوابات دیے۔ خلاف شرع کام دیکھتے تو روک دیتے۔ ہمہ وقت راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے۔ انہوں نے اہمیت و فضیلت والی زندگی گزاری۔

چوتھی اہم بات یہ کہ انہوں نے خود اپنے علم پر عمل کر کے دکھایا۔ ان کے پاس جتنا علم تھا، اسی پر عمل کر کے علم کو مضبوط اور دیر پا کر دیا۔ علم انہی کی بدولت سے معاشرے میں گردش کرتا رہا۔

سب سے اہم بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان امہات المؤمنین کو اخلاق و فکر کی پاکیزگی عنایت کی تھی۔ اسی کی بدولت انہوں نے علم و وحی کی پاسداری اور اس کی اشاعت کی۔ ظاہری اور معنوی نجاتوں سے ان کو دور رکھا۔ سورۃ احزاب میں اس بارے میں راہنمائی موجود ہے۔⁸

ام سلمہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری لمحہ تک احکام دین کی تعلیمات سیکھتی رہیں۔ ان کے ذریعہ اسلامی عقائد و احکام کا بڑا ذخیرہ آئندہ نسلوں تک پہنچا۔ کبھی وہ نبی اکرم ﷺ سے علمی، دینی سوالات کرتیں اور کبھی کبھی دوسری عورتوں کے سوالات و مشکلات خدمت نبوی ﷺ میں پیش کر کے ان کا جواب معلوم کرتیں غرض یہ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجیت و صحبت سے پورا فائدہ اٹھایا اور زندگی کے آخری لمحے تک علم دین کی شمع روشن رکھی۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہ ہمہ تن علم دین کی خدمت اور نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئیں۔ طویل عمر پانے کہ وجہ سے انہیں سعادت کا خوب موقع ملا۔ بڑے بڑے صحابہ کرام جو خود اپنی اپنی جگہ پر علم کے سمندر تھے وہ بھی ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہیں تھے صحابہ کرام جب کسی مسئلے پر اختلاف ہوتا تو ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کا قول قول فیصل ہوتا۔

حضرت ام سلمہ کے نجی زندگی کے عادات و اطوار:

”حضرت ام سلمہ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، اکثر روزہ سے رہتی تھیں، ثواب کی متلاشی رہتی تھیں، فیاض تھیں، فقراء کو اپنے دروازے سے محروم واپس نہیں کرتی تھیں۔ اپنی یتیم اولاد کی پرورش ثواب کی نیت سے کرتی تھیں، ان کے پہلے شوہر سے جو اولاد ان کے ساتھ تھی، وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں“ اس بناء پر انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا:

أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِيَّ أَجْرٌ أَنْ أَتَّقِيَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِي

کہ مجھ کو اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فَكَانَ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ¹⁰

ہاں نبی کریم ﷺ سے ان کو بے حد محبت تھی اس کی بناء پر آپ ﷺ کے موئے مبارک تبرکاً ساتھ رکھتی تھیں کہ اس سے وہ خود بھی اور دیگر لوگ بھی زیارت کے مواقع مہیا کراتی تھیں یہ تمام واقعات صحیح بخاری اور مسند امام احمد میں مذکور ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھی نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ نے ان کو متنبہ کیا۔ عہد نبوت میں سے متعلق حضرت ام سلمہ کی زندگی کا ایک واقعہ ہے۔ ان کی سب سے بڑی منقبت بھی یہ ہے۔ صحیح مسلم باب فضائل ام سلمہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضرت جبریل امین کو دیکھا تھا۔ ابو عثمان نے حضرت اسامہ بن زید سے یہ راایت کی ہے:

أَنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَتْ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ

فَقَالَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ لَأُمِّ سَلَمَةَ مِنْ هَذَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دَحِيَّةٌ قَالَ فَقَالَتْ أُمُّ

سلمة أيم الله ما حسبه إلا إياه حتى سمعت خطبة نبي الله ﷺ يخبر خبرنا أو كما

قال قال فقلت لأبي عثمان ممن سمعت هذا؟ قال من أسامة بن زيد.¹¹

کہ حضرت جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضرت ام سلمہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ آپ ﷺ سے باتیں کرتے رہے پھر اٹھ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ﷺ سے پوچھا: یہ کون تھے؟ بولیں: دحیہ الکلبی۔ فرماتی ہے: خدا کی قسم ان کو دیکھ کر مجھے یہی گمان ہوا تھا۔ لیکن پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں جبریل امین آنے کی خبر سنائی۔ (اس وقت یہ حقیقت ظاہر ہوئی)۔

فرشتہ کو مادی آنکھوں سے دیکھنا حضرت ام سلمہ کی سب سے بڑی منقبت میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کے بلند روحانی مدارج کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ حدیث میں فرشتہ کی شکل حضرت دحیہ الکلبی ی بتائی گئی ہے اس لیے یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ ہجری سے پہلے کا ہے۔

چونکہ حضرت دحیہ الکلبی باختلاف روایات غزوہ احد یا خندق میں سب سے پہلے شریک ہوئے اس لیے ذوالقعدہ ۵ ہجری سے بہر حال قبل ان کا زمانہ اسلام تسلیم کرنا پڑے گا۔ حضرت ام سلمہ شول ۴ ہجری میں نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آئیں اس لیے انہوں نے بارہا حضرت دحیہ الکلبی کو دیکھا ہو گا اس لیے آنحضرت ﷺ کو جواب دیتے ہوئے حضرت دحیہ الکلبی کا نام لیا چونکہ حضرت دحیہ الکلبی حسین ترین لوگوں میں سے تھے۔ جیسا کہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جبریل امین ان کی شکل میں اکثر نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ گویا انہوں نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی گزاری بلکہ اس عظیم شخصیت جس نے وحی لا کر نبی کریم ﷺ پر اتاری کو بھی دیکھا۔ علم کا یقینی خزانہ ام سلمہ کو کہا جاتا ہے۔

ام سلمہ سے روایت کردہ احادیث کی ایک جھلک

تمام صحابیات میں علم و فضل، کثرت روایت کے اعتبار سے حضرت ام سلمہ فائق تھیں۔ حضرت عائشہ کے بعد علم و تفقہ میں ان کا درجہ ہے۔

و يبلغ مسندها ثلاث مئة وثمانية وسبعين حديثا واتفق البخاري، ومسلم لها على

ثلاثة عشر. وانفرد البخاري بثلاثة ومسلم بثلاثة عشر.¹²

ام سلمہ سے مروی احادیث کی تعداد تین سو اٹھتر ہیں، جبکہ صحیح بخاری میں ۱۶ (سولہ) اور صحیح مسلم میں ۲۶ (چھیس) روایتیں موجود ہیں۔ اور مسند امام احمد بن حنبل میں ۲۸۸ (دوسو اٹھاسی) روایتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ تفقہ اور اجتہاد میں ان کو ممتاز مقام حاصل تھا۔

ابن سعد نے محمود بن لبید کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

كان أزواج النبي ﷺ يحفظن من حديثنا النبي ﷺ كثيرا ولا مثل لعائشة وأم سلمة.¹³
 ”نبی کریم ﷺ کے تمام بیویوں کو کثرت سے احادیث یاد تھیں اور احادیث نبوی ﷺ کا
 خزن تھیں لیکن ان میں حضرت عائشہ اور ام سلمہ کا کوئی حریف نہ تھا۔“

علامہ حافظ امام ذہبی لکھتے ہیں:

وكانت تعد من فقهاء الصحابیات¹⁴

”حضرت ام سلمہ کا شمار فقہائے صحابیات میں ہوتا تھا۔“

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

”اگر ان کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔“¹⁵

ان کے فتاویٰ کے ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں۔ یعنی اور صحابہ کرام بھی ان کے تائید کرتے ہیں۔ اس قسم کے چند مثالیں بخاری، مسلم اور مسند امام احمد میں موجود ہیں۔

ام سلمہ نے حلم و خوش خلقی، فہم و فراست سے بہت جلد خانوادہ نبوی ﷺ میں ممتاز مقام پیدا کر لیا، نبی کریم ﷺ کے دل و دماغ سے بہت زیادہ قریب ہو گئی۔ قربت اور اعتماد ہی کی بات تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے سلمہ ابن ابی سلمہ کا اپنے چچا حضرت حمزہ کی صاحبزادی امامہ سے نکاح کر دیا۔ ابو سلمہ سے ام سلمہ کی جو اولاد تھی انہیں رسول اللہ ﷺ اپنی اولاد کے طرح پالتے اور ان کے اخراجات برداشت کرتے اور دینی و علمی تربیت فرماتے۔ ایک بار عمر بن ام سلمہ دسترخوان پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانے بیٹھے اور اس وقت وہ چھوٹے بچے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے کھانے کے آداب فرماتے ہوئے فرمایا: یا بنی! ادن، وسم اللہ، وکل بيمينك، وکل مما بيليك¹⁶۔ ”بیٹے قریب آ جاؤ۔ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور برتن میں اپنے سامنے سے کھاؤ۔“

ایک بار حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس میں اس مسئلے پر اختلاف ہوا کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہو اور چار ماہ دس دن کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس عورت کے بچہ ہوا وہ کہیں شادی کر سکتی ہے؟ نہیں؟ حضرت ابو ہریرہ کی رائے تھی کہ عدت پوری ہو گئی۔ اب وہ کہیں بھی شادی کر سکتی ہے۔ ابن عباس کی رائے تھی کہ اسے بہر

صورت چار ماہ دس دن عدت گزارنی ہے۔ اس کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہے۔ دونوں حضرات نے مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ایک آدمی حضرت ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا۔ مسئلہ بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

فَقَالَتْ وَلَدْتُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنَصْفِ شَهْرٍ فَحَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَطْتُ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ نَحِلَّ وَكَانَ أَهْلُهَا غُيْبًا وَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْتُوهُ فَجَاءَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكَحِي مِنْ شِئْتِ. 17

نبی اکرم ﷺ کے دور میں سبیعہ اسلمیہ کے ساتھ بالکل یہی صورت پیش آئی تھی ان کے شوہر کی وفات کے پندرہ دن بعد سبیعہ کے یہاں ولادت ہوئی دو آدمیوں نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا انہوں نے ایک رشتہ منظور کیا۔ گھر والوں کو خطرہ ہوا کہ نکاح کر لیں گے تو انہوں نے کہا تمہاری عدت پوری نہیں ہوئی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے مسئلہ دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”عدت پوری ہو گئی، جہاں چاہو نکاح کر لو۔“

بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق امہات المؤمنین میں حضرت ام سلمہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کے مکان میں بعض اوقات نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ عجب اتفاق ہے کہ حضرت ابولبابہ اور کعب بن مالک وغیرہ کی مغفرت اور توبہ قبول ہونے کی سلسلے میں آیتیں نبی کریم ﷺ پر حضرت ام سلمہ ہی کے مکان میں نازل ہوئیں۔ کعب بن مالک اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ حِينَ بَقِيَ الثَّلَاثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي مَعْصِيَةٍ فِي أَمْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أُمُّ سَلَمَةَ تَيْبٌ عَلَى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرُهُ قَالَ إِذَا يَخْطُبُكُمْ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمْ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَتْهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ. 18

”ایک تہائی رات باقی تھی اس وقت نبی ﷺ پر ہماری توبہ قبول ہونے کی متعلق آیت نازل ہوئی، اس رات نبی اکرم ﷺ ام سلمہ کے پاس تھے، ام سلمہ کو میرے معاملے سے ہمدردی اور دلچسپی تھی، میری خیر خواہ تھیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ام سلمہ کعب بن مالک کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہ نے عرض کیا کہ اسی وقت کسی کو بھیج کر ان کو قبول توبہ کی خوش خبری دے دو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے ایسا کیا تو یہاں غیر معمولی بھیڑ لگ جائے گی اور

رات بھر تم لوگوں کا سونا مشکل ہو جائے گا پھر کعب بن مالک فرماتے ہیں: نماز فجر کے وقت آپ ﷺ نے ہمیں توبہ قبول ہونے کی اطلاع دی، خوشی سے آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔“

جب اکابر صحابہ کرام انتقال کر گئے تو یہ مرجع عام بن گئیں فقہ کے مسائل بھی انہوں نے بیان کیے ہیں ان کو وہ معلومات بھی دی تھی جن کا علم اس وقت اور اس دور میں کسی کے پاس نہ تھا گویا کہ ان کے پاس علم اسرار بھی تھا۔ حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے کہ میری ان سے جدائی ہونے کے بعد وہ مجھے دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف جب باہر نکلے تو حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے عمر فاروق کو یہ بات بتائی۔ حضرت عمر خود ام سلمہ کے پاس پہنچے اور گھر داخل فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بتائیے۔ کیا میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں؟ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن آپ کے بعد میں کسی کے متعلق یہ بات نہیں کہہ سکتی۔¹⁹

حضرت ام سلمہ نے اپنے دوسرے شوہر (رسول اللہ ﷺ) اور پہلے شوہر ابو سلمہ اور سوتیلی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے حدیثیں روایت کیں ہیں۔

ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا۔ وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج مطہرات کے پاس گیا اور وہی سوال کیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا اس نے واپس آکر حضرت ام سلمہ کو خبر سنائی تو وہ بولیں: ”نعم واشفیك“ (ذرا ٹھہرو، میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حدیث سنی ہے۔

راوی ابو عمران اسلم خود کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ حج کے لیے گیا۔ میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: کیا میں حج سے پہلے عمرہ کر سکتا ہوں؟ ام سلمہ نے جواب میں فرمایا: کہ حج سے پہلے عمرہ کرنا چاہو تو حج سے پہلے عمرہ کر لو اور بعد میں کرنا چاہو تو بعد میں کر لو میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص نے حج نہ کیا ہو اس شخص کے لیے حج سے پہلے عمرہ کرنا صحیح نہیں ہے پھر میں نے دیگر ازواج مطہرات سے یہی مسئلہ پوچھا تو سب نے یہ جواب دیا چنانچہ میں حضرت ام سلمہ کے پاس واپس آیا اور انہیں ان کا جواب سنایا۔ انہوں نے فرمایا: اچھا میں تمہاری تشفی کر دیتی ہو۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہا ہلو یا آل محمد بعمرة فی حج (حج کے ساتھ عمرے کا احرام باندھ لو)۔²⁰

سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے سب سے اہم یہ ہے کہ سیرت طیبہ ﷺ کی کامل صورت ہمارے سامنے ہو اور یہ اس وقت ممکن ہے جب صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ حضرت ام سلمہ کی ان روایات سے جو کہ خانگی زندگی سے

متعلق ہے بھی مستفید ہو جائے۔ کیونکہ ازواج مطہرات میں فضل و کمال کے اعتبار سے حضرت عائشہ کے بعد انہیں کا درجہ تھا۔ ازواج مطہرات میں اکثر حفاظ حدیث تھیں مگر ام سلمہ کا کوئی مقابل نہ تھا، ام سلمہ سے زیادہ کوئی صاحب الرائے خاتون ازواج مطہرات میں نہ تھی، ام سلمہ بہت زیرک اور دانشور خاتون تھی، ام سلمہ فصاحت و بلاغت میں کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ ام سلمہ کو دینی علوم میں بڑی مہارت حاصل تھی، تین سو ستاسی احادیث زبانی یاد تھی، خانگی زندگی کے مسائل اور احادیث رسول اللہ ﷺ پر گہری نظر تھی۔

الغرض حضرت ام سلمہ اخلاق و کردار کے اس اعلیٰ پائے پر موجود تھیں جہاں سے اعلیٰ اخلاق کی کوئی اور مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ علم و عمل کا با اعتماد حوالہ تھی۔ بطور بیٹی، بطور بیوہ اور بیوی کی حیثیت سے خانگی زندگی کا معتبر ثبوت و سند تھیں، دیگر امہات المؤمنین کی طرح پاکیزہ تر زندگی گزار کے اسلام کے تصور خانگی زندگی میں ایک باب کو مکمل کر دی، اسلام کے تصور خانگی زندگی میں ان کے بغیر کئے گئے گوشے ناکمل رہیں گے۔

علمی تفقہ

حضرت ام سلمہ کو جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الاصابۃ میں تصریح کی ہے کہ قدرت نے ان کو عقل سلیم اور صائب الرائے عطاء کی تھی²¹۔ اس کا ایک منظر صلح حدیبیہ کے مشورہ میں نظر آیا تھا۔ سب نے ان کے عقل اور اصابت رائے کی ایک نادر مثال دیکھی۔ اسی چیز نے ان کو تمام ازواج مطہرات سے (جو علم نبوی ﷺ کا خزانہ تھیں) بلند کر کے حضرت عائشہ کے قریب پہنچا دیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سب سے بڑے محدث اور حضرت ابن عباسؓ دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے۔ تابعین کرام کا بڑا گروہ ان کے استانہ فضل پر جھکتا تھا۔ ان کے نکتہ آفرینی پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے، چند صحابی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی:

دخل ناسٌ من أصحاب رسول الله ﷺ على أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالُوا يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَدِّثِينَا عَنْ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ سَوَاءً ثُمَّ نَدِمْتُ فَقُلْتُ أَفَشَيْتُ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ أَحْبَبْتُهُ فَقَالَتْ أَحْسَنْتُ.²²

”اے ام المؤمنین رسول اللہ ﷺ کے باطن کی نسبت کچھ ارشاد فرمائیے: بولیں: ”ان کا باطن اور ظاہر ایک تھا“۔ پھر فرماتی ہے: ”پھر یہ جواب دے کر مجھے ندامت ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کر دیا“۔ کچھ دیر کے بعد جب رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے تو میں نے یہ حال سنایا تو ارشاد فرمایا: ”تم نے خوب کیا“۔

ازواج مطہرات میں ان کا جو علم و تفقہ میں مقام تھا۔ مصنف الاصابہ نے ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وكانت أم سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ والرأي الصائب²³

”حضرت ام سلمہ خوب روئی، کمال عقل اور اصابت رائے سے متصف تھیں۔“

صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے نبی ﷺ کو جو مشورہ دیا اس سے ان کے کمال عقل، اصابت رائے کا پتہ چلتا ہے۔ روایت حدیث اور فقہ و فتاویٰ دونوں میں ان کا شمار صحابہ کے دوسرے طبقہ میں ہوتا ہے جن کی روایات و فتاویٰ کی تعداد نہ بہت کم اور نہ بہت زیادہ ہے۔

ام سلمہ فقہ و فتاویٰ اور روایت حدیث کے سلسلے میں بعض اکابر صحابہ کرام پر استدراک کرتیں، غلطی پر متنبہ کرتیں اور عموماً صحابہ ان کی تنبیہ اور استدراک کو حق بجانب قرار دیتے۔ ابو بکر بن عبد الرحمن فرماتے ہیں۔

عن أبي بَكْرٍ بن عبد الرحمن بن الحرث بن هشام قال سمعت أبا هُرَيْرَةَ يقول قال رسول الله ﷺ: مَنْ أَدْرَكَهُ الصُّبْحُ جُنْبًا فَلَا صَوْمَ لَهُ قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِي فَدَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةَ فَسَأَلْنَاهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَتَانَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنْبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ فَلَقِينَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَحَدَّثَهُ أَبِي فَتَلَوْنَ وَجْهَ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُنَّ أَعْلَمُ²⁴

”ایک بار میں نے ابو ہریرہ سے روایت سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح تک جنابت کی حالت میں رہے اس کا روزہ صحیح نہیں ہوتا۔ میں اپنے والد (عبد الرحمن بن عوف) کے ہمراہ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے اس سلسلے میں دونوں سے دریافت کیا تو دونوں نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں صبح کرتے پھر بھی روزہ رکھتے۔ اس کے بعد ابو ہریرہ سے ہماری ملاقات ہوئی تو والد صاحب نے ان سے حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ کی روایت بیان کی تو ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: کہ فضل بن عباس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی۔ لیکن امہات المومنین اس سلسلے میں زیادہ واقف ہوں گے۔ اس کے بعد ابو ہریرہ نے اپنا فتویٰ واپس لیا۔“

حضرت ام سلمہ قرآن کریم آنحضرت ﷺ کی طرز پر پڑھ سکتی تھی۔ اس مسئلے میں دو روایتیں ہیں مسند امام احمد میں دونوں کے سلسلے نیچے جدا گانہ ہیں اوپر عبد اللہ بن ابی ملیکہ ہے انہوں نے ایک روایت یعلیٰ بن مملک سے نقل کی ہے کہ میں نے ام سلمہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز شبانہ (تہجد) اور قرأت کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے کہا: تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز اور قرأت سے کیا واسطہ۔ آپ ﷺ جتنا سوتے تھے اتنی ہی نماز پڑھتے تھے اور اسی قدر سوتے تھے اور دفعہ وہ آپ ﷺ کے طرز پر پڑھنے لگیں تو وہ قرأت کھلی کھلی تھی حروف الگ الگ تھے۔ دوسری روایت میں ابی ملیکہ نے بیچ کا نام چھوڑ دیا ہے

اور صرف ام سلمہ کی نسبت بتایا ہے کہ ان سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کی نسبت سوال کیا تو بولیں: ”آپ ﷺ ایک ایک آیت الگ الگ پڑھتے تھے“ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تا۔ مالک یوم الدین۔²⁵
حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گندھوار ہی تھیں۔

كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ إِذَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ * أَيُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِمَا شِطَّهَا لَفِي رَأْسِي قَالَتْ فَقَالَتْ فَذَيْتُكَ إِنَّمَا يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ قُلْتُ وَتُحَكِّ أَوْ لَسْنَا مِنَ النَّاسِ فَلَقْتُ رَأْسَهَا وَقَامَتْ فِي حِجْرِهَا فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ بَيْنَمَا أَنَا عَلَى الْخَوْضِ جِئْتُ بِكُمْ زُمْرًا فَتَفَرَّقَتْ بِكُمْ الطَّرِيقُ فَتَادَيْتُكُمْ إِلَّا هَلُمُّوا إِلَى الطَّرِيقِ فَنَادَانِي مُنَادٍ مِنْ بَعْدِي فَقَالَ انْهَمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَقُلْتُ إِلَّا سُحْقًا إِلَّا سُحْقًا.²⁶

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
اے لوگو اس وقت وہ کنگھی کر رہی تھی انہوں نے کنگھی کرنے والی (کنیز) سے فرمایا: کہ میرے بال لپیٹ دو۔ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ تو لوگوں سے خطاب فر رہے ہیں حضرت ام سلمہ نے فرمایا: آری! کیا ہم لوگوں میں شامل نہیں ہیں؟ اس نے ان کے بال سمیٹے اور وہ اپنے حجرے میں جا کر کھڑی ہو گئیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”اے لوگو! جس وقت میں حوض پر تمہارے منتظر ہوں گا اور تمہیں گروہ درگروہ لایا جائے گا تو تم راستے میں بھٹک جاؤ گے میں تمہیں آواز دے کر کہوں گا کہ راستے کی طرف آ جاؤ تو میرے پیچھے ایک منادی آواز پکار کر کہے گا۔ انہوں نے آپ کے بعد آپ کے دین کو تبدیل کر دیا تھا میں کہوں گا یہ لوگ دور ہو جائیں گے یہ لوگ دور ہو جائیں گے۔“

حضرت عبد اللہ بن زبیر عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ مروان بن حکم نے پوچھا: یہ نماز کیوں پڑھتے ہو؟ بولے نبی اکرم ﷺ بھی پڑھتے تھے۔ چونکہ اس سلسلے میں انہوں نے حضرت عائشہ کا حوالہ دیا اس لیے مروان نے تصدیق کے لیے ایک آدمی حضرت عائشہ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: ام سلمہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ حضرت ام سلمہ کے پاس آدمی بھیجا گیا تو دریافت کرنے پر ام سلمہ نے فرمایا:
يَعْفُرُ اللَّهُ لِعَائِشَةَ لَقَدْ وَضَعْتُ أَمْرِي عَلَى غَيْرِ مَوْضِعِهِ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.²⁷

”خدا عائشہ کی مغفرت فرمائے، انہوں نے میری بات نہیں سمجھی، کیا میں نے انہیں یہ نہیں بتلایا تھا کہ حضور ﷺ نے ان کے پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔“

ان کے چشمہ فیض و عرفان سے مستفید ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کیوں کہ انہیں طویل عمر ملی، اور انہوں نے اپنے وقت عزیز کا بڑا حصہ علم دین کی خدمت اور اشاعت میں صرف کیا۔

روت عن النبي ﷺ وعن أبي سلمة وفاطمة الزهراء روى عنها ابنها عمر وزينب وأخوها عامر وابن أخيها مصعب بن عبد الله ومكاتبها نبهان ومواليها عبد الله بن رافع ونافع وسفينة وابنها وأبو كثير وخيرة والد الحسن وممن يعد في الصحابة صفية بنت شيبه وهند بنت الحارث الفراسية وقبيصة بنت ذؤيب وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام ومن كبار التابعين أبو عثمان النهدي وأبو وائل وسعيد بن المسيب وأبو سلمة وحמיד ولدا عبد الرحمن بن عوف وعروة وأبو بكر بن عبد الرحمن وسليمان بن يسار.²⁸

حضرت ام سلمہ نے خود نبی اکرم ﷺ سے ابو سلمہ اور حضرت فاطمہ سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے پھر ان کے بیٹوں حضرت عمر بن ابی سلمہ (صاحبزادے) زینب بن ابی سلمہ (صاحبزادی)، حضرت عامر بن ابی امیہ (برادر) بھتیجا مصعب بن عبد اللہ اور غلام نبھا، موالی عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ اور ان کا بیٹا، ابو کثیر، خیرۃ (والدہ حسن بصری) صفیہ بنت شیبہ، ہند بنت الحارث الفراسی، قبیصہ بنت ذؤیب، عبد الرحمن بن حارث بن ہاشم، اور کبار تابعین میں سے ابو عثمان ہندی، ابو وائل، سعید بن مسیب، حمید اور عبد الرحمن بن عوف کا بیٹا (ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف)، عروۃ، ابو بکر بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار وغیرہ نے ان سے روایت کی ہیں۔

ام سلمہ اس بات کی کوشش کرتی تھی کہ طالب علم ان سے پورے طور پر مستفید ہو۔ وہ صاف اور سیدھا جواب دیتی تھی جس میں ابہام نہیں ہوتا تھا۔ ابہام کو دور کرنا علم و وحی کے بنیادی وصف میں ہے کہ جس کے پاس علم و وحی ہو گا، وہ ابہام، تشکیک اور تردد سے خود بھی بچا رہے گا اور دوسروں کو بھی بچائے رکھے گا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ کا علم و وحی سے گہرا تعلق رہا بلکہ علم و وحی لانے والی شخصیت حضرت جبرائیل کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا اور علم و وحی کا معترف رہی۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی بھر رہی، ان سے سیکھا، ان ﷺ کے افعال سے عمل کا جذبہ پایا، ان ﷺ کے علم سے بصیرت پائی، تفقہ ہی کی بنیاد پر مسائل کا حل بتاتی تھی، روایت و تفقہ کا کمال درجہ امتزاج تھی۔

۶ ہجری میں ذوالقعدہ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت ام سلمہ آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کے غرض سے گئی تھیں آنحضرت ﷺ کا مقصد اگرچہ عمرہ ادا کرنا تھا، لیکن قریش نے سخت مزاحمت کی اور بڑی شور و زور سے مقابلہ

کی تیاری کیں، بلا آخر دس سال کے لیے معاہدہ طے پایا، صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہ کا کارنامہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس واقعہ سے ان کے غیر معمولی ذکاوت اور اصابت رائے نیز نفسیات انسانی کے گہرے مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔

صحیح بخاری کے روایت ہے:

”معاہدہ کے تکمیل کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ آٹھیں اور قربانی کریں اور اپنے سر منڈوائیں لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ تین دفعہ کہنے پر بھی ایک شخص آمادہ نہیں ہوا (چونکہ صلح نامہ کی شرطیں بہ ظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں، اس لیے تمام صحابہ کرام رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) رسول اکرم ﷺ گھر شریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ سے صحابہ کرام کی شکایت کی۔ حضرت ام سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ یہ بات پسند کرتے ہیں؟ آپ باہر جائیں اور ان لوگوں سے کوئی بات نہ کریں بلکہ خود قربانی کریں اور حجام کو بلوا کر احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں چنانچہ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے کسی سے بات نہ کی بلکہ خود قربانی کی اور حجام کو بلوا کر بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب آٹھیں اور قربانیاں کیں، احرام اتارنے کے لیے سر منڈوانے پر میں یہ حالت ہوئی کہ ایک دوسرے کا سر منڈرہا تھا اور عجلت کی غرض سے ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا“²⁹۔

عصر حاضر میں ایسی کمال ام المومنین کی تعلیمات سے انفرادی و اجتماعی زندگی سنور سکتی ہے۔ اجتہاد، استقراء، استخراج اور استنباط کی ضرورت موجودہ زمانے میں کمی محسوس کی جاتی ہے اور اس کا یہی واحد حل ہے کہ ام سلمہ کی روایات اور تفقہ کا راستہ اپنایا جائے۔

(الهوامش References)

¹. سورة الاحزاب ۶

Surah Al-Ahzab 6

². سورة الاحزاب ۵۳

Surah Al-Ahzab 53

۷ اسباب، البشائر ۵۷۳

Reasons for polygamy of the Prophet ﷺ also p. 573

⁴. سورة النور ۱۴

Surah Al-Nur 14

⁵. سورة البلد: ۱-۲

Surah Al-Balad: 1.2

سبب، سیرۃ خیر الانام، شعبہ اردو و دائرۃ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص ۵۷۲

Mahmoodul Hasan, Arif, Doctor, Reasons for the polygamy of the Prophet ﷺ Sirat Khair al-An'am, Department of Urdu Department of Islamic Education, Punjab University, Lahore, p. 572

⁷. سورة الاحزاب ۳۳-۳۲

Surah Al-Ahzab 33.32

⁸. سورة الاحزاب ۳۳-۳۴

Surah Al-Ahzab 33.34

⁹. نیاز، فتح پوری، صحابیات، ص ۸۰-۸۱

Niaz, Fatehpuri, Companions, pg. 80.81

¹⁰. البخاری، امام، محمد بن اسماعیل، (۱۹۴-۲۵۶ھ، ۸۱۰-۸۷۰م) (صحیح البخاری) کتاب النفقات، باب وعلى المرأة منه

شیء، حدیث: ۵۳۶۹-۱۴۶۷

Al-Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail, (194-256 AH, 810-870 AD) (Sahih Al-Bukhari) The Book of Expenses, Chapter: One has something to do with it, Hadith: 5369.1467

¹¹. مسلم، امام، الحجاج، صحیح مسلم، ابوالحسن، القشیری، النیسابوری، باب من فضائل ام سلمة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا،

حدیث: ۲۴۵

Muslim, Imam, Al-Hajjaj, Sahih Muslim, Abu Al-Hussein, Al-Qushayri, Al-Nisaburi, Chapter on the Virtues of Umm Salama, Mother of the Believers, may God be pleased with her, Hadith: 245

¹². الامام الذہبی، (المتوفی ۷۴۸ھ ۷۴۸م)، سیر اعلام النبلاء، جلد ۲، ص ۲۱۰/ (حدیثانی "المسند" ۲۸۹/۶-۳۲۲).

Imam Al-Dhahabi (died 748 A.H. 1374 A.D.), Sir A'lam Al-Nubala', vol. 2, pg. 210/ (her hadith in Al-Musnad 6/289-324).

¹³. ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۶، ص ۹۷

Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, vol, 6, p. 97

¹⁴. الامام الذہبی، سیر اعلام النبلاء، جلد ۲، ص ۲۰۲

Imam Al-Dhahabi, The Life of the Flags of the Nobles, vol. 2, pg. 202

¹⁵. ابن القیم، الجوزی، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العلمین، دار الجلیل للنشر والتوزیع والطباعة، بیروت،

لبنان ۱۹۷۳ء، ج ۱، ص ۱۳

Ibn al-Qayyim, al-Jawzi, Muhammad ibn Abi Bakr, Flags of those who sign on the authority of the Lord of the Two Worlds, Dar al-Jalil for publication, distribution and printing, Beirut, Lebanon, 1973, vol.1, p.13.

١٦. البخاري، محمد بن إسماعيل، (صحيح البخاري)، كتاب الأطعمة: باب التسمية على الطعام والاكل باليمين، حديث: ٥٣٤٦-٥٣٤٨ / ٥٣٤٤-٥٣٤٥ / الامام الذهبي، (التوفى ٤٨٠ هـ ١٠٣٤)، سير اعلام النبلاء، ج، ٢، ص ٢٠٢
- Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, (Sahih Al-Bukhari), The Book of Foods: The Chapter of Praising Food and Eatng with the Right Hand, Hadith: 5376.5378.5377 / Imam Al-Dhahabi (deceased 748 AH 1374) Siyar A'lam al-Nubala', vol. 2, pg. 202
- اخرجه مالك ٩٣٢ / ٩٣٢، والبخاري ٩ / ٩٥٨، كتاب الأطعمة: باب التسمية على الطعام والاكل باليمين، و مسلم (٢٠٢٢) في الاشرية: باب آداب الطعام والشراب وإحكامهما، وابوداود (٣٤٨٤) والترمذي (١٨٥٨)
- It was taken out by Malik 4/934, and Al-Bukhari 458/9 Book of Foods: Chapter on calling food and eating with the right hand, and Muslim (2022) on Drinks: Chapter on Etiquette of Food and Drink and Their Rulings, and Abu Dawud (3787) and Al-Tirmidhi(1858)
١٧. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ٢٤٠٠٢-٢٤٢١٠-٢٤٢٥١-٢٤١٩٣
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, hadith: 27004, 27210, 27251, 27194
١٨. البخاري، محمد بن إسماعيل، (صحيح البخاري)، كتاب التفسير، باب وعلى الثلثة الذين خلفو، (سورة التوبة) حديث: ٣٦٤٤
- Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, (Sahih Al-Bukhari), Book of Interpretation, Chapter and Ali the third who succeeded him, (Surah Al-Tawba) Hadith: 4677
١٩. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث، ٢٤١٥٦-٢٤٠٢٢
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith, 27156.27022
٢٠. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث، ٢٤٠٨٣-٢٤٢٢٨
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith 27083.27228
٢١. ابن حجر العسقلاني، الاصابه في تمييز الصحابة، جلد ٨، ص ٢٢٢
- Ibn Hajar, Al-Asqalani, Al-Islabah fi Distinguishment of the Companions, vol.8, p.224
٢٢. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ٢٦٤٩٣
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith, 26793
٢٣. ابن حجر العسقلاني، الاصابه في تمييز الصحابة، جلد ٨، ص ٢٢
- Ibn Hajar, Al-Asqalani, Al-Islabah fi Distinguishment of the Companions, vol.8, p.22
٢٤. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ١٨٠٢-٢٤٥٦٣-٢٤٦١
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith, 1804,24563-2661
٢٥. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ٢٤١٦-٢٤٠٩٩-٢٤١٦
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith, 27161.27099.2716
٢٦. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث، ٢٤٠٨١
- Ahmad bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith, 27081
٢٧. احمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث: ٢٤٠٩٥-٢٤١٨٤-٢٤١٨٤ / ابن ماجه: ١١٥٩، البخاري، امام، محمد بن إسماعيل، كتاب السهو اذا كلم وهو يصلي فاشار بيده / الاصابه، ج، ٨، ص ٢٢٢-٢٢٥
- Ahmed bin Hanbal, Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith: 27095.27187 / Ibn Majah: 1159 / Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, The Book of Forgetting If He Speaks while He is Praying, Then He Points with His Hand / Al-Isabah, vol, 8, Pg. 224, 225

²⁸. ابن حجر، العسقلانی، الإصابہ فی تمییز الصحابہ ج، ۸، ص ۲۲

Ibn Hajar, Al-Asqalani, Al-Isabah fi Distinguishment of the Companions, vol.8, p.22

²⁹. البخاری، (صحیح البخاری)، کتاب الشروط، باب الشرط فی الجہاد والمصالحة مع اہل الکتاب و کتابتہ الشروط، حدیث:

۱۶۹۵-۱۶۹۴-۲۷۳۱-۲۷۳۲

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, (Sahih Al-Bukhari), Book of Conditions, Chapter of Conditions in Jihad and Reconciliation with the People of the Book and His Book of Conditions, Hadith: 1695.1694.2731.2732